جلد ۲۸ | ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ | ۲ احسان ۱۳۱۹ھش | ۲ جون ۱۹۴۰ء | نمبر ۱۲۵

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد کی عہدِ فاروقی سے مشابہت

اللہ تعالیٰ کے اس کلام میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا۔ ان فضائل و مناقب کا بھی ذکر ہے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو بارگاہِ ایزدی میں حاصل ہیں۔ اور جن محامد و اوصاف کا ثانی موجودہ زمانہ میں روئے زمین پر اور کوئی نہیں۔ غیر مبائعین خواہ اسے غلو قرار دیں۔ عام مسلمان خواہ اسے اندھی تقلید کہیں۔ واقعہ یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کا روحانی مقام بہت بلند ہے۔ اور آپ خدا تعالیٰ کی قدرت اور اس کی اعجاز نمائی کا ایک زندہ نشان ہیں۔

ان محامد و اوصاف میں سے جن کی صداقت پر خدا تعالیٰ کا کلام شاہد ہے ایک امتیازی امر یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشابہ قرار دیا ہے۔ اور آپ کے عہد کو عہدِ فاروقی سے بہت سی مشابہتیں حاصل ہیں۔ مثلاً:-

۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے خلیفہ ثانی تھے حضرت بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بعثت ثانیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے خلیفہ ہوئے۔

۲- حضرت عمر رضی رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دعاؤں کے نتیجہ میں ملے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعائیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ جیسے قوی الطاقتین اور کامل الظاہر والباطن فرزند کے پیدا ہونے کی محرک ہوئیں۔

۳- جس طرح عہدِ فاروقی میں اسلام کا پیغام دور دراز ممالک تک پہونچ گیا تھا اسی طرح خلافتِ ثانیہ کے عہد میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ اکنافِ عالم تک پہونچ رہی ہے۔

۴- جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بہت سی پیشگوئیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پوری ہوئیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی بہت سی پیشگوئیاں اس دور میں پوری ہو کر مومنوں کے لئے ایمان و عرفان کے ازدیاد کا موجب ہوئیں۔

یہ چار امور محض بطور مثال پیش ہیں ورنہ بیسیوں امور میں آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شدید مماثلت ہے۔ اور "الفضل" کے صفحات میں یہ حقیقت بارہا واضح کی جا چکی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب اخبار اہلحدیث (۱۷ مئی) میں اس مشابہت کو نادرست قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"مشابہت دیکھنی ہو تو بحیثیت خلیفہ کے دیکھنی چاہیئے۔ سو اس کا ذکر ہی کیا ہے۔ خلیفہ ثانی کئی ایک ممالکِ کفریہ کو اسلام کے زیر علم لے آئے تھے۔ چنانچہ افواجِ فاروقی نے قیصر و کسریٰ کے تختوں کو الٹ دیا۔ کفر کے جھنڈے کو گرا کر اس کی جگہ اسلامی جھنڈے کو لہرایا۔ غرض ایسے کام کئے جن سے اپنے بیگانے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ روئے زمین کے بادشاہ تک دبدبۂ عمری سے کانپتے تھے۔ مگر یہاں یہ حالت ہے۔ کہ ایک ڈپٹی کے سمن آنے پر بغرض ادائے شہادت آپ مع مریدوں کے سپیشل ٹرین میں جاتے ہیں۔ یہ ہے مشابہت خلیفۂ عمر سے فضل عمر کی۔ ماشاء اللہ"

گویا مولوی صاحب کے نزدیک حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشابہت تب ثابت ہوتی۔ جب ممالکِ کفریہ کو آپ اسلام کے زیر علم لے آتے۔ اور کفر کے جھنڈے کو سرنگوں کر کے اس کی جگہ اسلامی جھنڈا لہرا دیتے۔ مگر ان کی نگاہ میں چونکہ ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے مشابہت کا دعوےٰ کرنا ان کے نزدیک درست نہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ اعتراض بتاتا ہے۔ کہ وہ حقائق کی دنیا سے بالکل ناآشنا ہیں۔ اور انہوں نے کبھی سنجیدگی اور متانت سے اس امر پر غور نہیں کیا۔ کہ موجودہ زمانہ میں وہ کون اولوالعزم انسان ہے۔ جو دن رات اشاعتِ اسلام کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں ہمہ تن مشغول ہے۔ آج دنیا میں مسلمان حکومتیں بھی موجود ہیں۔ مسلمان علماء بھی موجود ہیں مسلمانوں میں بڑے بڑے متمول۔ اور ذی ثروت اصحاب بھی موجود ہیں۔ وہ بھی ہیں جو اگر چاہیں۔ تو لاکھوں روپیہ اسلام کے لئے خرچ کر سکتے ہیں۔ مگر خدا را بتائیں۔ چالیس کروڑ مسلمانانِ عالم میں سے کوئی ہے۔ جو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس رنگ میں اشاعتِ اسلام کے لئے وقف کئے ہوئے ہو جس رنگ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقف کر رکھی ہے اور کیا ان میں سے کسی کو ممالکِ غیر میں اشاعتِ اسلام کی آجتک توفیق ملی۔

گھر میں بیٹھ کر باتیں بنا لینا آسان ہے مگر واقعات کی دنیا میں غور کر کے بتایا جائے۔ کہ آج اسلام کا واحد سہارا دنیا میں کون ہے، اور وہ کون ہے جو لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ممالک غیر میں اشاعت اسلام کر رہا ہے یہ صرف اور صرف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وجود ہے۔ چنانچہ لنڈن امریکہ، نائیجیریا۔ گولڈ کوسٹ۔ سیرالیون۔ کیپ ٹاؤن۔ ماریشس۔ دمشق۔ مصر۔ بخارا عراق۔ برلن۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بغداد۔ آسٹریلیا افغانستان۔ نیوزی لینڈ۔ سیلون۔ برما۔ ایران جاپان۔ مشرقی افریقہ۔ سنگاپور۔ ہانگ کانگ ہنگری۔ سپین۔ ارجنٹائن۔ البانیہ۔ یوگوسلاویہ اٹلی۔ اسکندریہ۔ اور مشرقی ترکستان کی زمینیں اس بات کی شاہد ہیں۔ کہ ان علاقوں میں صحیح اسلام کی آواز عمر ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے ذریعہ

پہونچی۔ اور اس طرح اپنی فعلی شہادت سے آپ کی حضرت عمرؓ سے مماثلت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

یہ کہنا کہ عمرؓ سے تو سلاطین تک کانپتے تھے۔ اور یہاں ایک گواہی کے سلسلہ میں خلیفۂ وقت کو گورداسپور جانا پڑا عدم فہم کا نتیجہ ہے۔ ادائے شہادت اسلام کا حکم ہے۔ اور اگر کوئی طلب کرنے پر سچی گواہی چھپائے۔ تو اس کے متعلق شریعت میں تہدیدی احکام پائے جاتے ہیں۔ پھر کسی معاملہ میں گواہی کے لئے پیش ہونا رعب کے منافی نہیں نہ عقلاً اور نہ عرفاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بعض مقدمات میں عدالت کے سامنے پیش ہوئے اور تاریخی طور پر یہ امر ثابت ہے غرض ہر حق پسند انسان کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوری پوری

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۱ ہجرت ۱۳۱۹ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق نو بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت سردرد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بوجہ سردرد علیل ہے دعائے صحت کی جائے۔

حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کو آج پہلے کی نسبت افاقہ ہے

حرم رابع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کو آج بخار سے نسبتاً آرام ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کو اگرچہ ابھی تک اصل بیماری سے افاقہ نہیں ہوا مگر سر اور دماغ کو پہلے کی نسبت طاقت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

آج بعد نماز عصر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے نے مرزا محمد شفیع صاحب کے بیٹے مرزا احمد شفیع صاحب کا نکاح امۃ الرحمٰن صاحبہ بنت خلیفہ علیم الدین صاحب سے ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا خدا تعالے مبارک کرے۔

مفتی فضل الرحمٰن صاحب سخت بیمار ہیں دعائے صحت کی جائے۔

"الفضل" اور احباب کرام

اب جبکہ "الفضل" روزانہ جنگ کی اور دوسری خبریں بھی لاہور جیسے مرکزی شہر سے شائع ہونے والے اخبارات کے ساتھ پہونچا رہا ہے۔ اور ادھر جنگ کی وجہ سے اس کی مالی مشکلات میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ احباب اسکی خریداری کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ (مینیجر)

قادیان میں آٹھواں یوم عمل کس طرح منایا گیا

چار ہزار مکعب فٹ مٹی ڈالی گئی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے منشاء مبارک کو پورا کرنے کے لئے قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر انتظام ہر دو ماہ کے بعد جو یوم عمل منایا جاتا ہے۔ وہ اب کے ۳۰ ہجرت بروز جمعرات منایا گیا۔ اور سٹار ہوزری کے سامنے کی سڑک کام کے لئے منتخب کی گئی۔ صبح سات بجے ایک بڑے مجمع نے مجوزہ انتظام کے ساتھ کام شروع کیا۔ گدھوں پر بھی بعض اصحاب مٹی اور روڑے ڈھوتے رہے۔ کھدائی کی جگہ تقریباً آٹھ سو فٹ دور تھی۔ جس کے درمیان پچاس پچاس فٹ کے فاصلہ پر ایک ایک گروہ متعین تھا۔ جس کے افراد مٹی کی ٹوکریاں اٹھا کر اگلے حلقہ تک پہونچاتے تھے۔ اور اس طرح مٹی سڑک پر اوورسیر صاحبان کی زیر نگرانی ڈالی گئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب۔ جناب مولوی عبدالمغنی خان صاحب۔ ڈاکٹر میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نونہالوں نے بھی اس کام میں شرکت کی۔ صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نہائت سرگرمی سے نگرانی کرنے کے علاوہ کام میں بھی حصہ لیتے رہے

اس دفعہ گرمی کی شدت کی وجہ سے کام نسبتاً کم ہوا۔ اندازہ ہے کہ پونے تین گھنٹے میں تقریباً چار ہزار مکعب فٹ مٹی ڈالی۔ ۵۰ فٹ لمبی اور پندرہ فٹ چوڑی سڑک تیار کی گئی۔ اس دفعہ بھی فسٹ ایڈ اور آب رسانی کا انتظام تھا۔ دس بجے کام ختم ہونے پر حضرت مولوی شیر علی صاحب نے دعا فرمائی۔

خاکسار عبدالحی مہتمم شعبہ وقار عمل قادیان

تحریک جدید کا وعدہ سو فیصدی پورا کرنیوالوں کے نام

۸ جون ۱۹۴۰ء کو دعا کے لئے پیش کئے جائیں گے

بفضل خدا تحریک جدید سال ششم کا چندہ جن مخلصین نے ۳۱ مئی ۱۹۴۰ء تک سو فیصدی پورا کر دیا ہے۔ یا وہ احباب جو ۳۱ مئی ۱۹۴۰ء تک اپنے مقامی ڈاک خانہ میں منی آرڈر بیمہ یا چیک دیدیں گے۔ مرکز میں ایسے روپیہ کی وصولی خواہ کسی تاریخ کو ہو۔ وہ ۳۱ مئی کی میعاد کے اندر محسوب کئے جائیں گے۔ ایسے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ہر دو فہرستیں ۸ جون ۱۹۴۰ء کو ہفتہ کے دن سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کے حضور پیش کر کے دعا کی درخواست کی جائے گی۔ پس جن کی رقوم ۸ جون کی شام تک مرکز میں پہونچ جائیں گی۔ ان کے نام اس فہرست میں دعا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ ان کے وعدے سو فی صدی پورے ہو جائیں۔ چونکہ بعض احباب نے مطالبہ کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ دل میں ہر ایک کے یہ خواہش ہے۔ کہ اس کا نام دعا کے لئے حضور کے پیش ہو۔ اور اس کی اسے اطلاع بھی مل جائے۔ فرداً فرداً ایسی اطلاع دینا مشکل ہے۔ اس لئے کوشش کی جائے گی کہ سو فیصدی وعدہ پورا کرنے والوں کے نام حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش کر کے اخبار میں شائع کر دیئے جائیں۔ تا سب دوستوں کو ان کے نام پیش ہو جانے اور تحریک جدید کا وعدہ پورا کرنے کی اطلاع ہو جائے۔

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

فضیلتِ اسلام

اسلامی حکومت کے ماتحت شہری آزادی

کچھ عرصہ ہوا ہے۔ گاندھی جی نے لکھا تھا۔ کہ اگر برطانیہ کی غلامی سے ہندوستان پاکستانی سکیم کے ماتحت قائم ہونے والی حکومت کے ذریعہ ہی آزاد ہو جائے۔ تو میں اس حکومت کو بہر حال برطانی حکومت پر ترجیح دوں گا۔ کیونکہ یہ حکومت ہندوستانی ہو گی۔ یہ ایک فرضی بات تھی۔ اور محض اظہار جذبات تک محدود تھی۔ لیکن مشہور مہاسبھائی لیڈر بھائی پرمانند صاحب نے اس موضوع پر خامہ فرسائی کرتے ہوئے اپنے اخبار "ہندو" میں لکھا ہے:۔

"فرض کیجئے۔ یہاں اسلامی حکومت ہو جاتی ہے۔ اس کا پہلا کام تو یہ ہو گا کہ اسلامی شرع کو رائج کرے۔ اس شرع کے مطابق ایک آزاد انسان کے حقوق صرف مسلمانوں کو ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس حکومت کے ماتحت جو غیر مسلم رہیں گے انہیں آزاد شہری کا درجہ نہیں مل سکتا۔ ...... اسلامی حکومت کے زمانہ میں عدالت کا کام قاضی لوگ کیا کرتے تھے۔ ان قاضیوں کے ہاتھ سے کیا انصاف ہوتا تھا۔ اس کی مثالیں پنجاب میں دھرم ویر اور حقیقت رائے وغیرہ کے کیس میں ہی مل جاتی ہیں"

(ہندو - ۲۲ مئی ۱۹۴۰ء)

اسلامی حکومت کے متعلق یہ کہنا۔ کہ اس میں شرع اسلامی کا رواج ہو گا۔ اور ہر غیر مسلم شہری حقوق سے محروم کر دیا جائے گا۔ اسلام کی تعلیم پر ایک بہتان ہے۔ جو آج سے چند سو سال قبل تو بے شک صحیح سمجھا جا سکتا تھا۔ مگر آج کوئی غیر متعصب اس بات کو نہیں مان سکتا۔ اسلامی حکومت کی اصطلاح صرف ایک تھیوری کی حیثیت نہیں رکھتی۔ بلکہ دنیا عملی رنگ میں اس سے بخوبی آگاہ ہے اور آج بھی اس کے مفصل و مشرح قوانین اور ضوابط موجود ہیں۔ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو شہری حقوق جس قدر اسلامی حکومت میں حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور کسی حکومت میں حاصل نہیں ہو سکتے۔ اسلامی حکومت کسی فرد کی شخصی یا اجتماعی آزادی میں کوئی مداخلت نہیں کرتی۔ کسی کے تمدن و معاشرت پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتی کسی کی مذہبی آزادی میں قطعاً دخل نہیں دیتی ہر شخص آزاد ہے۔ کہ جو چاہے کھائے پئے۔ جس رنگ میں چاہے۔ شریفانہ طور پر اپنی زندگی بسر کرے۔ اور جو مذہب اُسے پسند ہو۔ اختیار کرے اس میں شک نہیں۔ کہ اسلامی حکومت میں بعض ایسی باتوں سے ضرور روکا جاتا ہے۔ جو مخرب الاخلاق۔ اور انسانیت کے شرف کے منافی ہیں۔ اور وہ ایسی ہیں۔ کہ جن سے روکنے کی کوششیں آج بڑی بڑی حریت پسند حکومتیں بھی کرتی ہیں۔ لیکن اکثر ناکامی کا مونہہ دیکھتی ہیں۔

پس ایسی پابندیوں کو اگر نظر انداز کر دیا جائے۔ تو جتنی آزادی اسلامی حکومت کے ماتحت شہریوں کو حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ اور کہیں نہیں ہو سکتی اور شہریوں کی جس قدر آسائش کا خیال اسلامی حکومت میں رکھا جاتا ہے۔ وہ اور کسی جگہ نہیں۔ مثلاً دنیا کی کوئی اور حکومت آج تک ایسی نہ ہوئی ہے۔ اور نہ ہے۔ کہ جو ذاتی جائیداد اور جائز ذرائع سے کسب مال کی اجازت دے۔ افراد کی جائیدادوں۔ اور اموال سے کوئی تعرض نہ کرے۔ اور پھر رعیت کے ہر مستحق فرد کے قطع نظر اس سے کہ وہ کس مذہب یا کس قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ کھانے پینے۔ پہننے اور رہائش کی ذمہ واری اپنے اوپر لے۔ یہ خصوصیت صرف صحیح اسلامی حکومت کو ہی حاصل ہے آج بعض حکومتیں افراد کی خوراک اور پوشش و رہائش کی ذمہ واری لینے کی مدعی ہیں۔ مگر وہ اس کے ساتھ انفرادی جائداد کو گوارا نہیں کر سکتیں۔ اسلامی حکومت ذاتی جائدادوں کو قبضہ میں لئے بغیر صرف عام آمد سے اس کی ذمہ واری لیتی۔ اور اس کا انتظام کرتی رہی ہے۔

بھائی جی نے دھرم ویر حقیقت رائے وغیرہ کے واقعات کی طرف اشارہ کر کے مسلمان قاضیوں کی عدل پروری پر بھی اعتراض کیا ہے۔ مگر وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ آج تاریخی تحقیقاتیں ایسے واقعات کی لغویت کو طشت از بام کر چکی ہیں اور یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ایسے واقعات محض تعصب کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ پھر اسلام ہر مسلمان کہلانے والے کے ہر فعل کا ذمہ وار نہیں۔ اور نہ ہر ایک کی طرف سے ڈیفنس پیش کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ یہ تو عین ممکن ہے۔ کہ کسی فرد نے کسی سے کوئی زیادتی کی ہو۔ لیکن اُسے نہ تو اسلام کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ مسلمانوں کی انصاف پژدہی کے خلاف بطور دلیل استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسلام نے حکمرانی کے متعلق جو اصول مقرر کئے ہیں۔ ان پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اور پھر پیشکردہ واقعات کی تردید تو خود ہندو فضلاء کئی بار کر چکے ہیں۔

بھائی جی نے جزیہ پر بھی اعتراض کیا ہے۔ حالانکہ اس ضمن میں ایسے واقعات تاریخ کے صفحات میں موجود ہیں۔ جو مسلمانوں کے بے نظیر عدل و انصاف پر دال ہیں۔

مخالفین جزیہ کو ایسے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ کہ گویا یہ ایک ظلم تھا۔ جو مسلمان حکمران غیر مسلموں پر روا رکھتے تھے مگر وہ اس بات کو بھول جاتے جانتے ہیں۔ کہ دنیا کی کوئی مہذب سے مہذب حکومت بھی ایسی نہیں۔ جو ٹیکس کی وصولی کے بغیر کام چلا سکتی ہو۔ اور جو مختلف رنگوں میں ٹیکس نہ لیتی ہو مسلمان بھی بے شک جزیہ لیتے تھے۔ مگر یہ بالکل اسی طرح کا ایک ٹیکس ہے۔ جیسا کہ ہر حکومت وصول کرتی ہے۔ اور اس کے عوض مسلمان حکمران اپنی رعایا کی ہر قسم کی حفاظت کے ذمہ وار ہوتے تھے۔ اور اس بارے میں جس انصاف اور دیانت سے اسلامی حکمران کام لیتے تھے۔ اس کی مثال دنیا کی کوئی اور حکومت پیش نہیں کر سکتی۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ کہ مسلم فاتحین نے ایک علاقہ فتح کیا۔ اور رعایا سے جزیہ وصول کر لیا۔ لیکن بعد میں بعض فوجی مصالح کے پیش نظر انہیں جب اس علاقہ کو خالی کرنا پڑا۔ اور ان لوگوں کی حفاظت کرنے سے معذور ہو گئے۔ تو انہوں نے وصول شدہ جزیہ کی ایک ایک پائی ادا کرنے والوں کو واپس کر دی۔

بتائیے۔ ایسے لوگوں کے انصاف اور عدل پر زبان طعن دراز کرنا جو اپنے مفتوحین کے ساتھ بھی اس قدر دیانت اور انصاف سے کام لیتے ہوں۔ کس قدر ظلم۔ اور زیادتی ہے۔ اور ایسے حکمرانوں کے متعلق یہ کہنا کہ ان کے ماتحت رہنے والے شہری آزادی سے محروم ہو جائیں گے۔ کس قدر ناانصافی ہے۔

بات یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی حکمرانی اور اسلامی حکومت کے اصول پر اعتراض کرنا بہت پرانے زمانہ کی بات ہے۔ جو اس علمی دور میں بالکل بھونڈی معلوم ہوتی ہے۔ عہد حاضرہ کی ترقی یافتہ حکومتوں کی بعض خرابیوں اور نقائص کو اگر علیحدہ کر کے دیکھا جائے تو ہر اچھے اصل حکومت کی بنیاد اسلامی دور حکومت سے لی گئی ہے۔ اور وہ باتیں جنہیں آج انتہائی سیاست دانی قرار دیا جاتا ہے۔ نبی اُمی صلے اللہ علیہ وسلم کے بادیہ نشین صحابہ کی پیش پا افتادہ ہیں۔ اور زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح جہانبانی میں بھی دنیا کے اول استاد مسلمان ہی ہیں۔

وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

نظام شمسی

مریخ

سورج سے دُوری کے لحاظ سے یہ چوتھا سیارہ ہے۔ اس کا دَور زمین سے باہر ہے۔ اس کی سطح قریباً ہموار ہے۔ یعنی پہاڑ نہیں۔ اور نہ اس پر بادل ہیں۔ البتہ ہوا اور فضا ضرور ہے جس میں نمی ہے۔ اس کا رنگ سرخ ہے اور جسامت میں یہ زمین سے نصف کے قریب ہے۔ آج کل اگر اسے دیکھنا چاہیں تو یہ شام کے وقت یعنی بعد نماز مغرب جانب غرب زہرہ سے نیچے نظر آئیگا۔ آج کل یہ مدھم نظر آتا ہے کیونکہ یہ دُور ہے۔ ورنہ جب یہ قریب ہوتا ہے۔ تو اس جیسا اور کوئی سُرخ ستارہ آسمان پر نہیں ہوتا۔ چونکہ اس پر بادل نہیں ہیں۔ اس لئے دُوربین سے خوب دیکھا جا سکتا ہے۔ محققین کا خیال ہے۔ کہ مریخ پر زندگی کسی نہ کسی رنگ کی ضرور ہے۔ دوربین ہم کو مریخ کے موسم بھی دکھاتی ہے۔ جبکہ مریخ کے موسم بہار میں ایک حصہ سیارہ کا گہرے سبز رنگ کا نظر آتا ہے۔ اور وہی حصہ دوسرے موسم میں بھورے رنگ کا دکھائی دیتا ہے۔ مریخ کے قطبین پر برف بھی نظر آتی ہے۔ جو گرمیوں میں پگھلتی ہے۔ اور نہریں بھی معلوم ہوتی ہیں جو مریخ کے میدان کو سیراب کرتی ہیں۔ دراصل نہریں دکھائی نہیں دیتی ہیں۔ بلکہ سبزہ کی قطاریں نظر آتی ہیں۔ جن کے درمیان وُہ بہتی ہیں ان نہروں کی چوڑائی تقریباً چھ میل ہے۔ اور تقریباً یکساں ہے۔ لمبائی میں یہ چند سو میل سے لے کر تین چار ہزار میل تک ہیں۔ سائنسدان تجاویز سوچ سوچ کر کہ کسی طرح مریخ تک پہونچا جائے ہار کر بیٹھ گئے ہیں۔ کیونکہ زمین کی فضا سے باہر نکلنا ناممکن ہے اور خدا تعالےٰ کا یہ فیصلہ حق کہ فیها تحیون وفيها تموتون ومنها تخرجون

ہماری زمین کے ساتھ ایک چاند ہے مگر مریخ کے ساتھ دو۲ چاند ہیں۔ جو چھوٹے چھوٹے ہیں۔ ان میں سے ایک کا قطر تقریباً چھتیس میل ہے۔ اور دُوسرے کا تقریباً دس میل۔ مریخ کا دَور چونکہ زمین کے دَور سے باہر ہے۔ اور یہ کبھی سورج اور چاند کے درمیان نہیں آتا اس لئے یہ ہمیشہ بدر کی طرح پُورا دکھائی دیتا ہے۔ اور ہم اس سے کم یعنی ہلال وغیرہ صورت میں اسے نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح مریخ سے باہر کے تمام سیارے بدر کی طرح نظر آتے ہیں۔ مریخ کا قطر چار ہزار دوسو پندرہ میل ہے۔ اس کا فاصلہ سورج سے چودہ کروڑ پندرہ لاکھ میل ہے۔ سورج کے گرد اپنے دَور میں یہ چھ سو ستاسی دن میں ایک چکر پُورا کرتا ہے۔ اور اپنے محور کے گرد چوبیس گھنٹے اور سینتیس منٹ میں ایک بار گھومتا ہے۔

ایسٹر ائیڈز

مریخ کے دَور کے باہر ایک چھوٹا سا دَور ہے۔ جس میں چھوٹے چھوٹے سیارے سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ جن کو ایسٹر ائیڈز کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ جب نظام شمسی گیس کی حالت میں تھا تو یہ مادے کا ایک بڑا چھلہ تھا۔ اور بعض کا خیال ہے۔ کہ کوئی بڑا سیارہ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا جس کے حصے اب asteroids کی صورت میں ہیں واللہ اعلم بالصواب۔ کیونکہ یہ سب قیاس آرائیاں ہیں۔ ان کی تعداد تقریباً دو ہزار ہے۔ ان میں سے اکثر دس میل سے بھی کم قطر رکھتے ہیں۔

مُشتری

ایسٹر ائیڈز کے بعد مشتری کا دَور ہے یہ سیارہ جملہ سیارگان میں سب سے بڑا ہے۔ اگر عطارد۔ زہرہ۔ زمین اور مریخ کو ایک قطار میں ساتھ ساتھ رکھا جائے تو ان کی مجموعی لمبائی مشتری کے قطر کے ایک چوتھائی تک پہونچے گی۔ دوربین سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ اسکے گرد بھی بادل ہیں۔ لیکن زہرہ کی طرح اس کے گرد غلاف نہیں۔ بلکہ اس کے گرد بادلوں کی پٹیاں ہیں۔ لہٰذا اس کا کچھ نہ کچھ حصہ دیکھا جا سکتا ہے مشتری اپنے محور کے گرد زمین کی نسبت بہت جلدی چکر پورا کر لیتا ہے۔ اس کے ساتھ نو چاند ہیں۔ جو اس وقت تک دریافت ہوئے ہیں۔ اور سب سے بڑے کا قطر تین ہزار پانچ سو پچاس میل ہے یہ چاند مشتری کے گرد اسی طرح چکر لگاتے ہیں۔ جس طرح ہمارا چاند زمین کے گرد گھومتا ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ مشتری کے چاندوں میں سے جو دُور باہر کے دَور کے چاند ہیں۔ وُہ مشتری کے نزدیکی چاندوں کی نسبت اُلٹے چکر میں پھرتے ہیں۔ جیسا کہ اس خاکہ سے ظاہر ہوگا۔

مشتری

اندرونی طرف

بیرونی چاندوں کا دَور

اس لئے بعض کا خیال ہے کہ بیرونی طرف کے چاند دراصل کوئی اور سیارے ہیں۔ جو مشتری کے دَور میں آ گئے ہیں۔ اور اب مُشتری کے گرد چکر کاٹتے ہیں۔

آج کل مشتری مشرق سے قبل طلوع آفتاب نکلنے والا ہے۔ لہٰذا فجر کی اذان کے وقت اس کی تلاش آجکل مشرق میں افق کے قریب کرنی چاہیئے۔ روشنی کے لحاظ سے زہرہ کے بعد اس کا نمبر ہے روز بروز یہ جلدی نکلنا شروع ہوگا حتیٰ کہ دو ماہ کے بعد آدھی رات کو اوپر دکھائی دے گا۔ مشتری کا قطر اٹھاسی ہزار چھ سو چھیالیس میل ہے۔ اس کا اوسطاً فاصلہ سورج سے اڑتالیس کروڑ بتیس لاکھ میل ہے۔ سورج کے گرد پونے بارہ سال میں ایک چکر پورا کرتا ہے۔ اور اپنے محور کے گرد تقریباً نو گھنٹے پچپن منٹ میں ایک بار گردش پوری کرتا ہے۔

زحل

مشتری سے باہر زحل کا دَور ہے دوربین سے یہ سب سیاروں سے خوبصورت اور عجیب نظر آتا ہے۔ اور بغیر دُوربین کے یہ خاصہ چمکدار سرخی مائل رنگ کا ہے۔ مشتری کے نکلنے کے تقریباً ایک ماہ بعد یہ بھی مشرق میں فجر کے وقت دکھائی دیا کرے گا۔ اس میں عجیب بات ہے۔ کہ اس کے گرد ایک اور خوبصورت چکر دکھائی دیتا ہے اور اس کی وجہ سے سیارہ کی شکل اس طرح کی ہے۔

مشتری کی طرح زحل کے گرد بھی بادل ہیں۔ اور اس کے گرد دس چاند گردش کرتے ہیں محققین کا خیال ہے۔ کہ یہ جو ایک بڑا چکر زحل کے گرد ہے۔ یہ دراصل بیشمار چاندوں کا مجموعہ ہے۔ جو اپنے محور اور دَور میں گھومتے گھومتے زحل کے گرد گھومتے ہیں۔ اور ہم کو بوجہ دُوری گیس کا چکر نظر آتا ہے۔ یہ چکر والے چاند ان دس چاندوں کے علاوہ ہیں۔ جن کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ چکر کا قطر ایک لاکھ تہتر ہزار میل ہے۔ اور موٹائی تقریباً پچاس میل ہے۔

زحل کا سب سے بڑا چاند عطارد کے برابر ہے۔ زحل کا قطر چوہتر ہزار ایک سو میل ہے۔ اور اس کا فاصلہ اوسطاً سورج سے اٹھاسی کروڑ پچاس لاکھ میل ہے۔ سورج کے گرد ½۲۹ سال میں ایک گردش پُوری کرتا ہے۔ اور تقریباً دس گھنٹے چودہ منٹ میں اپنے محور کے گرد ایک بار گھومتا ہے۔

عطارد۔ زہرہ۔ مریخ۔ مشتری اور زحل کو خمسہ متحیرہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ کبھی سورج سے آگے نظر آتے ہیں۔ اور کبھی پیچھے۔ اور اس طرح حیرت میں ڈالتے ہیں۔ یورے نس نیپچون اور پلوٹو بغیر دوربین کی مدد کے نظر نہیں آسکتے۔

دم دار تارے

سیاروں کے بعد دم دار تاروں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ دم دار تارے کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک سر کہلاتا ہے اور دوسرا دم۔ اگرچہ دُم زیادہ شاندار نظر آتی ہے۔ مگر اصل چیز سر ہے۔ یہ دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو سیاروں کی طرح سورج کے گرد گھومتے ہیں۔ اور تقریباً اُنہی قوانین کے پابند ہیں۔ جو سیاروں کے لئے ہیں۔ دوسری قسم دم دار تاروں کی وہ ہے۔ جو نظام شمسی سے باہر خلا میں پھرتی ہے۔ اور کبھی کبھی اپنے دور میں سورج کے قریب آجاتی۔ اور نظام شمسی میں سے گذرتی ہے۔

نظام شمسی میں تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار دم دار تارے ہیں۔ مگر تقریباً سب کے سب اتنے چھوٹے ہیں۔ کہ بغیر دوربین کی مدد کے نظر نہیں آتے۔ دم دار تاروں کا دور بہت بڑا ہے۔ یعنی جتنا دور پلوٹو کا ہے۔ جو کہ آخری معلوم شدہ سیارہ ہے۔ اس سے بھی بیس گنا زیادہ بڑا ان کا دور ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ نظام شمسی کتنا پھیلا ہوا ہے بعض دم دار تارے چار سال میں اپنا دور پورا کرتے ہیں۔ اور بعض زیادہ۔ یہانتک کہ بعض چار ہزار سال میں ایک بار پورا کرتے ہیں۔

ہئیت دان بذریعہ آلات بتا سکتے ہیں۔ کہ فلاں دم دار تارا کب اور کس سمت میں نظر آئے گا۔ مگر اللہ تعالےٰ کی قدرت اور انسانی عجز دیکھئے۔ کہ پھر بھی بسا اوقات حساب کے مطابق دم دار تارے نظر نہیں آتے اس موقعہ ہئیت دان اور سائینس دان سر کھجاتے رہ جاتے ہیں گویا سیارگان کی طرح بالکل یقینی طور پر دم دار تاروں کے متعلق حساب نہیں لگ سکتا۔ ان کے متعلق اندازے غلط ہو جاتے ہیں۔

پس دم دار تارے کبھی کبھی نظر آتے ہیں۔ اور جب کوئی نظر آئے گا۔ تو خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ البتہ ان کی ایک چھوٹی قسم یا مثال ہم روزانہ رات کو مشاہدہ کرتے ہیں۔ اور وہ ٹوٹنے والے تارے ہیں۔ خلا میں ان گنت تعداد سیاروں کی طرح کے اجسام کی ہے۔ جو نظام شمسی میں یا اس سے باہر گردش کرتے رہتے ہیں۔ اور جب کبھی زمین کے دور میں سے گذرتے ہیں۔ تو زمین کی فضا سے رگڑ کھاتے ہیں۔ ٹوٹنے والے تارے تقریباً تیس میل فی سیکنڈ کی رفتار سے پھر رہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا زمین کی فضا سے جب رگڑ کھاتے ہیں۔ تو آگ پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے یا تو وہ بالکل معسم ہو جاتے ہیں۔ یا اگر بڑے ہوں۔ تو اس طرح جلتے جلتے زمین پر آگرتے ہیں۔

پس یہ جو ہم رات کو ٹوٹنے والے تارے دیکھتے ہیں۔ یہ وہی اجسام ہیں۔ اس لمبی شعاع کی جو اس طرح پیدا ہوتی ہے۔ لمبائی پندرہ سے بیس میل تک ہوتی ہے۔

بعض کا خیال ہے۔ کہ دم دار تارے انہی اجسام کے مجموعے سے بنے ہیں ذیل کے نقشہ سے ٹوٹنے والے تاروں کے سمجھنے میں آسانی ہو گی۔

ٹوٹنے والے تاروں کا دور
زمین کا دور
سورج
زمین
ٹوٹنے والے تارے
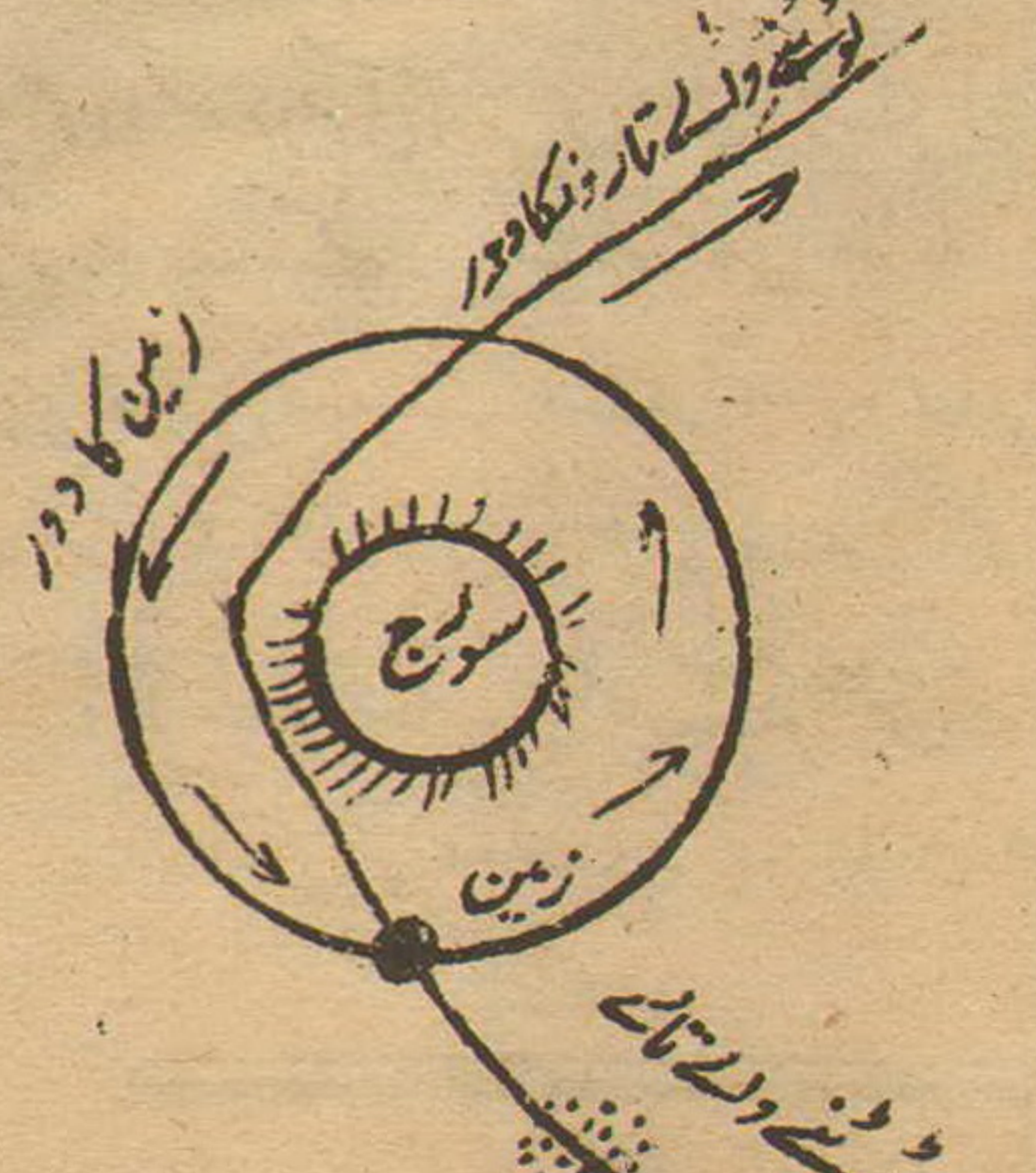
ہر سال مندرجہ ذیل تاریخوں میں رات کو ٹوٹنے والے تارے نظر آتے ہیں ۲ جنوری۔ ۲۰ اپریل۔ ۶ مئی۔ ۲۸ جولائی ۱۲ اگست۔ ۲۰ اکتوبر۔ ۱۴ نومبر۔ ۲۴ نومبر ۱۰ دسمبر۔ خاکسار۔ سید ظہور احمد شاہ احمدی ملکیکے تارو ڈاکخانہ پاکپٹن

مولوی محمد علی صاحب کے ایک سوال کا جواب

جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے اپنے خطبہ جمعہ مؤرخہ ۱۷ مئی ۱۹۴۰ء میں مبایعین سے ایک سوال کیا ہے۔ اور اسے مبایعین کے لئے موت قرار دیا ہے۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ میں نے ایک رنگ میں پہلے بھی یہ سوال مبایعین پر کیا تھا۔ جس کا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اب تک خاموش ہیں۔ لیکن میں بھی ان کو چھوڑونگا نہیں ان سے ضرور جواب لوں گا۔ جناب کا ایسا اہم اور ضروری سوال انہی کے الفاظ میں یہ ہے۔

" جائیے اور قادیان والوں سے یہ سوال پوچھئے۔ کہ ایک غیر مسلم جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام نہ سنا ہو۔ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب قادیان والوں کے لئے موت ہے۔ اگر یہ غیر مسلم کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو سکتا ہے۔ تو ایک پرانا مسلمان جو کلمہ پڑھتا ہے۔ قرآن پر ایمان رکھتا ہے نماز روزہ دیگر احکام اسلامی کا پابند ہے وہ کیوں کلمہ پڑھنے کے باوجود مسلمان نہیں۔ اس کو قادیان والے کس وجہ سے کافر قرار دیتے ہیں؟ اور اگر یہ غیر مسلم صرف کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ کلمہ منسوخ ہو چکا ہے۔ اب اس کا سکہ نہیں چلتا۔ کیونکہ اب صرف اسے پڑھکر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا ہے۔ اور نہ مسلمان رہ سکتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے۔ کہ یہ سوال قادیانیوں کے لئے موت ہے۔ وہ اس کا جواب نہیں دیں گے۔ بلکہ اس کو ٹالتے رہیں گے"

(پیغام صلح ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء)

جناب مولوی صاحب نے غیر مبایعین میں خوب تحریک کی ہے۔ کہ وہ اس سوال کو مبایعین سے بار بار پوچھیں۔ اور آپ کی تحریک کا یہ اثر ہؤا ہے۔ کہ اخبار پیغام صلح میں کیسی مضمون کو لے لو اس میں کسی نہ کسی رنگ میں مسئلہ تکفیر کا رونا رویا ہؤا نظر آئیگا۔ اب میں جناب مولوی صاحب کے ضروری سوال کا جواب عرض کرتا ہوں۔

ایک غیر مسلم جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہ سنا ہو۔ وہ کلمہ پڑھ کر ظاہری مسلمان ہو سکتا ہے لیکن اس کو حقیقی مسلمان بنانے کی بھی ضرورت ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

" اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قالت الاعراب اٰمنّا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم۔ یعنے عرب کے دیہاتی کہتے ہیں۔ کہ ہم ایمان لائے۔ ان سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے۔ ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہؤا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنے والوں کا نام مومن نہیں رکھتا

پھر وہ لوگ خدا اسکے نزدیک کیونکر مومن ہوسکتے ہیں۔ جو کھلے کھلے طور پر خدا اسکے کلام کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ غیر مسلم صرف کلمہ پڑھ کر اسلمنا کا مصداق بن سکتا ہے۔ یعنی ظاہری مسلمان ہو جاتا ہے لیکن خدا ایسے نومسلم کا نام مومن نہیں رکھتا۔ اسی لئے ہم اسے حقیقی مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح وہ پرانے مسلمان (جو کلمہ پڑھتے ہیں قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔ نماز روزہ دیگر احکام اسلامی کے پابند ہیں۔ مگر وہ کلمہ پڑھنے کے باوجود) خدا اسکے کلام کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین و آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب سے باز نہیں آتے۔ میں اسی مسئلہ کو ایک اور آسان طریق سے بیان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الہام نازل فرمایا۔

چو دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

(تذکرہ صفحہ ۵۴۳)

اور حضور نے خود اس کی تشریح یوں بیان فرمائی۔

"دورِ خسروی سے مراد اس عاجز کا عہدِ دعوت ہے۔ مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں۔ بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے۔ جو مجھ کو دی گئی۔ خلاصہ معنے اس الہام کا یہ ہے کہ جب دورِ خسروی یعنی دورِ مسیحی جو خدا اسکے نزدیک آسمانی بادشاہت کہلاتی ہے ششم ہزار کے آخر میں شروع ہوا۔ جیسا کہ خدا اسکے نبیوں نے پیشگوئی کی تھی۔ تو اس کا یہ اثر ہوا کہ وہ جو صرف ظاہری مسلمان تھے وہ حقیقی مسلمان بننے لگے۔ جیسا کہ اب تک چار لاکھ کے قریب بن چکے ہیں"۔ (تذکرہ صفحہ ۵۴۳ بحوالہ تجلیات الٰہیہ صفحہ ۳)

جناب مولوی صاحب! اس حوالہ سے واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک ہر ایک غیر احمدی مسلمان خواہ نیا ہو یا پرانا صرف ظاہری مسلمان ہے۔ حقیقی مسلمان صرف احمدی ہیں۔ اب مولوی صاحب پر کسی غیر مسلم کے کلمہ پڑھ کر مسلمان بننے کی حقیقت ظاہر ہوگئی ہوگی۔ اور آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ آپ کا یہ سوال ضروری ہم پر موت نہیں بلکہ مسئلہ تکفیر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور الہاموں کے ذریعہ حل کرنا یا کرانا آپ کے لئے موت ہے۔ اگر ایسا نہیں تو آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر در بارہ مسئلہ کفر و اسلام مندرجہ کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ تا صفحہ ۱۶۷ اور ۱۷۸ تا صفحہ ۱۸۱ پر چسپاں کیوں نہیں کرتے؟ اور ادھر ادھر کیوں بھٹکتے پھرتے ہیں؟ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے نزدیک حکم نہیں۔

پھر آپ نے کسی غیر مسلم کے صرف کلمہ پڑھ کر مسلمان نہ ہو سکنے سے یہ مراد لی ہے۔ کہ گویا کلمہ منسوخ ہوگیا حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں "ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ ل)

اب مولوی صاحب فرمائیں۔ کہ نئے یا پرانے مسلمان جن کو ہم غیر احمدی کہتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمان ٹھہرے یا نہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو فرمایئے ہم ان کو کیا کہا کریں؟

عاجز:۔ غلام احمد خان ایڈووکیٹ
امیر جماعت احمدیہ پاک پٹن

"پیغام صلح" اور ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد

پچھلے دنوں جب "الفضل" میں ایک مضمون "مولوی محمد علی صاحب۔ ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد کے نقش قدم پر" شائع ہوا۔ تو "پیغام صلح" کے ایک سابق ایڈیٹر دوست محمد صاحب نے تیلی رہے تیلی تیرے سر پر کولہو کی ضرب المثل کو تازہ کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا۔ جس کا عنوان رکھا "میاں محمود احمد صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرتد کے نقش قدم پر" اس مضمون کا بے حقیقت اور بے بنیاد ہونا "الفضل" میں ثابت کیا جا چکا ہے۔ اب میں صرف اس کے عنوان کے متعلق پیغام صلح سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ:۔

آپ کے نزدیک جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے نبی اور رسول نہیں اور آپ کا منکر مسلمان ہے۔ اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں خواہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکذب ہی کیوں نہ ہو۔ تو پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی کو اخبار "پیغام صلح" ۱۲ مئی ۱۹۴۰ء میں "مرتد" کیوں لکھا گیا ہے؟ کیا مرتد اسلامی اصطلاح میں اس شخص کو نہیں کہتے۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت سے انکار کرے اور آپ کی اتباع اور امتی ہونے سے منحرف ہو جائے۔ جب اسلامی اصطلاح میں مرتد ایسے شخص کو کہا جاتا ہے۔ تو ڈاکٹر مذکور کو کن معنوں میں مرتد قرار دیا ہے جب کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا تھا۔ اور لکھا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ماننا نجات کے لئے ضروری نہیں۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ وہ صرف ایمان باللہ اور بالآخرۃ کو نجات کے واسطے کافی جانتا تھا۔ اور ایمان بالرسل کا قائل نہ تھا۔ تو آپ کے امیر نے بھی اسلام کی آخری حد صرف لا الٰہ الا اللہ قرار دی ہے۔ اور اسی کو نجات کے واسطے کافی بتایا ہے (دیکھو حل مسئلہ کفر و اسلام نوشتہ مولوی محمد علی صاحب ۱۹۱۴ء) ایمان بالرسل کو وہ ضروری نہیں سمجھتے۔ پس آپ جب ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کو ان کے ایسے عقائد کی بنا پر مرتد کہتے ہیں۔ تو اپنے جناب امیر کے متعلق کیا ارشاد ہے۔

خاکسار:۔ قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف افواج ہند کی تقریر

موجودہ جنگ کے متعلق

شملہ ۱۳ مئی۔ آج رات کے ساڑھے آٹھ بجے کمانڈر انچیف افواج ہند نے اہل ہند کو مخاطب کر کے جو تقریر براڈکاسٹ کی۔ اس میں فرمایا۔

آپ میں سے جو لوگ پچھلے ہفتہ سے لڑائی کی خبریں غور سے سنتے آئے ہیں۔ انہیں معلوم ہے۔ کہ جرمنی کا اس وقت مقصد کیا ہے۔ اس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ مغربی مورچہ پر سارا زور لگا کر لڑائی کو ختم کر دیا جائے۔ جرمنی نے جس تیزی سے ہر قسم کے خطرہ اور نقصان سے بے پروا ہو کر فوجیں آگے بڑھائی ہیں۔ اس کا یہ نتیجہ تو ضرور ہوا ہے۔ کہ پہلے پہل اسے کچھ کامیابی حاصل ہو گئی ہے لیکن اس کا آخری نتیجہ کیا ہو گا یہ ابھی نہیں بتایا جا سکتا۔ اور چند روز تک یہی حالت رہے گی۔ البتہ ایک بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے اور وہ یہ کہ اگر جرمنی کا یہ وار چل بھی جائے۔ تو اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے۔ کہ ہم کو جنگ میں شکست ہو گئی بر خلاف اس کے کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ وہی نتیجہ کیوں نہ ہو۔ جو پچھلی جنگ کا ہوا تھا۔ گزشتہ جنگ میں کامیابی کا دارومدار سمندری طاقت پر تھا۔ اور اب برطانیہ کی سمندری طاقت اتنی ہے۔ جتنی پہلے کبھی نہ تھی۔

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف نے بتایا۔ کہ حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جنگ طول کھینچے گی۔ اور دوسرے علاقوں تک بھی پھیلے گی۔ اور ہندوستان جو پہلے دشمن کی نظر سے بچا رہا ہے ممکن ہے۔ آئندہ نہ بچا رہ سکے۔ میری آج کی تقریر کا مقصد یہ ہے۔ کہ جہاں تک حالات اجازت دیں۔ میں بتاؤں۔ کہ ہندوستان کی حفاظت کے لئے کیا کیا جا چکا۔ اور کیا کیا جائے گا ۔ میں بہت سی باتیں منہ سے نکال نہیں سکتا۔ تا کہ دشمن ان سے فائدہ نہ اٹھا لے۔ اور جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں۔ وہ چھپا نہ رکھوں گا۔ اس کے بعد ہز ایکسیلنسی نے بتایا۔

کہ گزشتہ نو ماہ میں ہم اس انتظام کے مکمل کرنے میں مصروف رہے ہیں۔ جو ضرورت کے وقت کام آ سکے۔ سپاہیوں کی تعداد کو بڑھانے کے ساتھ ہی سامان جنگ اور دوسری چیزوں میں بھی کافی اضافہ کیا گیا ہے۔ ہندوستان کے کارخانہ دار جن میں ہندوستانی اور انگریز شامل ہیں۔ چستی اور پھرتی سے کام کرنے کی وجہ سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ہندوستانی مستری اور مزدور بھی ملک بھر کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنگ شروع ہونے سے لے کر اب تک ۵۳ ہزار سے زائد آدمی بھرتی کئے جا چکے ہیں اب مزید ۵۷ ہزار کے لگ بھگ اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ٹیریٹوریل فورس باقاعدہ فوج کے دوش بدوش کام کرنے کے قابل بن گئی ہے۔ سمندری فوج میں بھی بے حد اضافہ کیا گیا ہے۔ جنگی ہوائی جہازوں کے بڑھانے میں نسبتاً دقت ہے۔ قابل ہوا باز تو مل سکتے ہیں۔ مگر قابل مستری کافی نہیں ملتے۔ کیونکہ یہ کام سیکھنے سے آتا ہے۔ اور سیکھنے میں وقت لگتا ہے ہندوستان کی ہوائی فوج میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور اگر خدا نے چاہا۔ تو ہوائی طاقت بہت جلد چار گنا ہو جائے گی۔ افسروں کی ٹریننگ کا بھی انتظام کیا گیا ہے یہ جو انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ ان کے لئے خرچ کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ ہر شخص اس بوجھ کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہو گا۔ ملک کی خدمت کا میدان یہیں تک محدود نہیں۔ بلکہ فتح حاصل کرنے کے لئے سب کو تن من اور دھن لگانے کیلئے تیار رہنا چاہیئے۔ پھر خدمت کے کئی طریق ہیں۔ لوگوں کی ہمت اور استقلال قائم رکھنا اور حوصلہ بڑھانا۔ امن قائم رکھنے میں مدد دینا۔ زخمیوں کو طبی امداد بہم پہنچانا کارخانوں اور میدان جنگ میں ضروری چیزیں پہنچانا۔

آخر میں ہز ایکسیلنسی نے فرمایا۔ میں ہندوستان کی افواج کا کمانڈر انچیف ہونے کی حیثیت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک آپ کے بس میں ہے۔ آپ لوگ ہندوستان کی فوجوں کی اور میری مدد کریں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور ۳۰ مئی۔ کل شام خاکسار اور پولیس میں جو تصادم ہوا۔ اس میں دو خاکسار مارے گئے جنہیں پولیس نے دفن کر دیا۔ مگر ایک شہری جو اسپتال میں فوت ہوا۔ اس کی لاش کا جلوس نکالا گیا۔ جس میں قریباً ایک لاکھ مسلمان شریک ہوئے۔ ہزاروں برہنہ سر اور خاکی قمیصیں پہنے ہوئے تھے۔ قریباً تین درجن خاکسار مسلح اور باوردی شامل تھے

لنڈن ۳۰ مئی۔ ملک معظم کے چھوٹے بھائی لارڈ فریڈرک جو فرانس میں برطانوی فوجوں کے ساتھ تھے لڑائی میں مارے گئے۔ چند روز ہوئے ان کی گمشدگی کی اطلاع شائع ہوئی تھی

پیرس ۳۱ مئی۔ مغربی محاذ پر جنگ کے متعلق آج صبح کا فرانسیسی اعلان مظہر ہے کہ ڈنکرک کی موجودہ بندرگاہ کے پاس گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ سوم اور ایسنز میں پیدل فوجوں میں جھڑپیں ہوتی رہیں۔ ایسن اور ایسنز کے درمیان توپ خانے ایک دوسرے پر گولہ باری کرتے رہے برطانوی جنگی جہازوں اور ہوائی جہازوں کی آڑ میں انگریزی فوجیں بلجیم سے پیچھے ہٹتی رہیں۔ اور ہزاروں سپاہی اس وقت تک برطانیہ پہنچ چکے ہیں۔ امریکہ کے اخبارات اس بہادری کی تعریف کر رہے ہیں۔

بلجیم کے وزراء نے پیرس سے سرکاری طور پر اعلان کیا ہے کہ بلجین افواج تا حال بلجیم میں لڑ رہی ہیں۔ گو ابھی تک ان کی تعداد صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکی

دہلی ۳۱ مئی۔ مرکزی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ملک میں نرخوں پر کنٹرول کے سوال پر غور کرنے کے لئے ابھی کانفرنس بلانے کی ضرورت نہیں

کلکتہ ۳۱ مئی۔ آج پولیس نے یہاں ۵ اور جرمن جن میں عورتیں بھی ہیں۔ گرفتار کر لئے

بمبئی ۳۱ مئی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ۱۵ جون کو یہاں منعقد ہو گا جس میں حالات حاضرہ پر غور کیا جائے گا۔

شملہ ۳۱ مئی۔ حکومت ہند نے اعلان کیا ہے کہ ملکی دفاع کے لئے فوجی ہوائی جہاز حاصل کرنے کے متعلق حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ہر چیز حکومت برطانیہ کی معرفت منگوائی جائے جو آرڈر دیئے جائیں۔ وہ اس کی معرفت ہوں۔ امریکہ کو براہ راست کوئی آرڈر نہیں بھیجا جائے گا۔

لنڈن ۳۰ مئی۔ جرمن امیر البحر فان لیوٹنز نے ایک تقریر میں کہا ہے کہ ہم بہت جلد دوبارہ انگلستان اور دریائے ٹیمز کے دہانے پر جنگ کے لئے چھوٹی چھوٹی برق رفتار کشتیاں استعمال کریں گے جن پر تارپیڈو اور طیارہ شکن مشین گنیں نصب ہوں گی۔ ہمارے پاس اس قسم کی متعدد کشتیاں ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ برطانی بیڑے کو نقصان پہنچایا جائے

لنڈن ۳۱ مئی۔ ماریشس اور ہندوستان کے درمیان چاول کی تجارت میں اضافہ کی امید ہے۔ پچھلے دنوں ماریشس کے فوڈ کنٹرولر ہندوستان آئے تھے۔ تا اپنے ملک کے لئے اچھا چاول حاصل کرنے کے متعلق گفت و شنید کر سکیں۔ اور انہوں نے کلکتہ کے چاول کے بیوپاریوں سے ملاقات کی تھی۔

لنڈن ۳۱ مئی۔ امریکہ کے لوگ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ امریکہ کو اتحادیوں کی زیادہ سے زیادہ مدد کرنی چاہیئے۔ وہ کہتے ہیں کہ امریکہ کی جمہوریت اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ اس لڑائی میں اتحادیوں کی فتح ہو۔ ورنہ تمام دنیا میں غلامی اور دہریت پھیل جائے گی مسٹر ٹامس جو امریکن جمہوریت کی صدارت کے ایک امیدوار ہیں جنوبی ریاستوں کے دورہ سے آ گئے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ یہ ریاستیں چاہتی ہیں کہ امریکہ جنگ میں کود کر بغیر اتحادیوں کی مدد کرے

ناروے کی جنگی کمانڈ نے اعلان کیا ہے۔ کہ ناروک کا علاقہ دشمن سے کلی طور پر خالی کر دیا گیا ہے

نیوزی لینڈ میں بھی برطانیہ کی طرح سکالر جنسی پاور ایکٹ پاس کر دیا گیا

لاہور ۳۱ مئی۔ یہاں ڈسٹرکٹ سولجرز بورڈ کے سکھ ممبروں کا اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ سکھ فوجیوں کو لوہے کے خود پہننے چاہئیں جب پنجاب میں سکھوں کا راج تھا۔ تو سکھ فوجی یہ خود پہنتے تھے ایک ریزولیوشن میں مطالبہ کیا گیا۔ کہ فوج میں سکھوں کو زیادہ نمائندگی دی جائے۔ نیز رائل نیوی میں بھی۔ آخر میں اتحادیوں کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی۔

دہلی ۳۱ مئی۔ ۱۷ جون کو واردھا میں کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہو گا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی طبیعت قدرے علیل ہے۔ مگر خیال ہے کہ اس وقت تک ٹھیک ہو جائے گی۔

دہلی ۳۱ مئی۔ کلکتہ۔ مدراس۔ بمبئی۔ کراچی اور دہلی میں ہوائی حملوں سے بچاؤ کے لئے جو دستے تیار کئے جا رہے ہیں۔ ان میں جس قدر سوار و زور کی ضرورت تھی۔ وہ لے لئے گئے ہیں

دہلی ۳۱ مئی۔ ہندوستان میں غیر ممالک سے بعض اشیاء کی درآمد پر جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں۔ جاپان کے قونصل جنرل نے ان کے متعلق حکومت ہند کے پاس ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

خیال ہے کہ جون کے آخر میں حکومت ہند پٹرول کے بھاؤ مقرر کر دے گی جو سال کے باقی چھ ماہ تک مقرر رہیں گے اس سال کے شروع میں اس کے متعلق حکومت اور بیوپاریوں میں جو سمجھوتہ ہوا۔ اس میں قرار پایا تھا۔ کہ حکومت بھاؤ مقرر کرتے وقت خیال رکھے گی کہ پٹرول باہر سے کس نرخ پر آتا ہے اور یہاں اس کی تیاری پر کتنا خرچ آتا ہے۔

لنڈن ۳۱ مئی۔ یہاں جو پانی روزانہ ضائع ہوتا ہے۔ اس کے انسداد کے لئے کارپوریشن کا واٹر سپلائی ڈیپارٹمنٹ تجاویز کر رہا ہے ایک تجویز یہ ہے کہ میٹر لگا دئے جائیں کلکتہ میں روزانہ ۷ کروڑ ۷ لاکھ گیلن صاف شدہ پانی خرچ ہوتا ہے لیکن اگر پانی کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکے۔ تو کارپوریشن کو سالانہ ۱۰ لاکھ کی بچت ہو سکے گی۔

لکھنؤ ۳۱ مئی۔ نواب صاحب چھتاری نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ہندوستان کی مختلف پارٹیوں کو آپس میں سمجھوتہ کر لینا چاہیئے تا متفقہ طور پر لڑائی میں برطانیہ کی مدد کی جا سکے۔ وزیر ہند اور وائسرائے نے جو پچھلے دنوں تقریریں کی ہیں۔ ان کی بناء پر آپ نے کہا کہ حکومت برطانیہ ہندوستان کو ڈومینین سٹیٹس دینے کو تیار ہے۔ بشرطیکہ ہم کوئی متفقہ سکیم پیش کر سکیں۔ آپ نے کہا پہلے گاندھی جی اور مسٹر جناح بات چیت کریں اور پھر چھوٹے پیمانہ پر ایک گول میز کانفرنس کی جائے جس میں سب پارٹیوں کے نمائندے ہوں

لنڈن ۳۱ مئی۔ پیرس کے ماہرین جنگ کا خیال ہے۔ کہ جوں جوں وقت گذر رہا ہے۔ اتحادی فوجیں خطرہ سے نکل رہی ہیں۔ جرمنی نے اپنی فوجوں کو یقین دلایا تھا۔ کہ جونہی لیوپولڈ ہتھیار ڈال دے گا۔ بلجیم میں جنگ ختم ہو جائے گی۔ مگر یہ بات نہیں ہوئی بے شک حالت نازک ہے۔ مگر روز بروز سدھر رہی ہے

لنڈن ۳۱ مئی۔ فرانس میں لڑنے والی انگریزی فوجوں کے سپاہی تھوڑی سی چھٹی پر انگلستان آ رہے ہیں۔ اور جلد واپس

... الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی